
برگِ سبز

فہرست مضامین



آگئی کیا صدقے اس آواز کے — اٹھ گئے آنکھوں سے پردے راز کے

منھ میں اب کھل آ زباں خاموش ہے — آج بحر معرفت کو جوش ہے

شاہد مقصد کا ملنا دیکھئے — غنچۂ خاطر کا کھلنا دیکھئے

نالۂ شب رشکِ سنبل ہو گئے
داغِ حسرت غیرتِ گل ہو گئے

شامّہ رشکِ گلستاں بن گیا
ناطقہ مرغِ خوش الحاں بن گیا

ذائقہ کے ہوش پرّاں ہو گئے
لوگ میٹھی نیند لیکر سو گئے

سامعہ کو بھی خطا اوسان ہیں
نغمۂ شادی سے بہرے کان ہیں

ہے مئے عرفاں کا آنکھوں میں خمار
باصرہ کرتا ہے اش اش بار بار

یہ پھر کتنا بھی مقامِ غور ہے
لامسے کا رنگ ہی کچھ اور ہے

واہمہ نیرنگیوں میں طاق ہے
بعض کہتے ہیں وہ خود خلّاق ہے

خاک اُڑا کرتی تھی روز و شب جہاں
نامیہ نے وہاں لگا دیے بوستاں

کام دل کو خوف ناکامی نہیں
دُھن ہے پکّی عزم میں خامی نہیں

اب کہاں وہ نفس امّارہ کا جوش
پھول کا کرتے ہیں سودا میفروش

کیا ملے احباب کو لطفِ بہار
خود میرے مد نظر ہے اختصار

ورنہ لطفِ باغِ دنیا دیکھتے
ہیں تماشہ کیا دکھاتا دیکھتے

شاہدِ گل کی سواری آگئی
اے وہ لو یادِ بہاری آگئی

یک بیک یوں قلب کی چٹکی کلی
بول اُٹھی گھبرا کے بلبل یا علی

اُف وہ حسن و عشق کے راز و نیاز — دم بخود ہے آسمانِ حیلہ ساز

خود بخود یوں بابِ جنت کھل گئے — یک بیک درہائے رحمت کھل گئے

آسماں سے جب ملک باہر چلے — ساتھ اختر آکے لے کر چلے

کہکشاں نے کھول کر زریں علم — دی صدا قربان نعلینت شوم

شمعِ مہ روشن سرِ بازار ہے — مہر بھی مشعل لیے تیار ہے

چار جانب بیرقیں ہیں نور کی — ہے تجلی جن میں برقِ طور کی

زیں کا جلوہ ہے براقِ نور پر — یا کہ ہے برقِ تجلی طور پر

ہم عناں ہے فتح و نصرت ہم رکاب
پیش و پس ہیں آفتاب و ماہتاب

سر پہ تاجِ خاتمیت جلوہ گر
خلعتِ لولاک اس کے زیبِ بر

آگے آگے ہیں ملک صرفِ ثنا
پیچھے پیچھے اولیا و اوصیا

ہمتِ مرداں کا جوشِ جیب پر
پشت پر امدادِ مولا کی سپر

سر پہ چترِ سایۂ فضلِ خدا
چشمِ امیدِ دو عالم فرشِ پا

ہے قضا اک سمت اک جانب قدر
اک طرف شانِ الٰہی جلوہ گر

مقتضائے آفرینش جوڑے ہاتھ
علتِ غائیِ خلقت ساتھ ساتھ

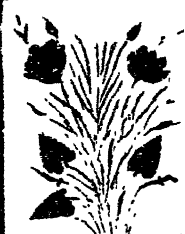
ہمعناں روح القدس اخلاص کیش
مجمع حور و ملائک گرد و پیش

ایک جانب حضرت جبریل ہیں
اک طرف میکال و اسرافیل ہیں

طرِ قوگو یاں ملک صلِّ علےٰ
دیتے ہیں قدسی یہ بڑھ بڑھ کر صدا



پڑ گئی بنیاد حق کی راہ کی
یہ سواری ہے رسول اللہ کی



وہ نبی خاتم خطاب اُمّی لقب
پاک دل طیب حسب طاہر نسب

لکھے اُس شہ کا سراپا کوئی کیا
جس کا ہمتا ہی زمانے میں نہ تھا

آہ یہ دریا ہے ناپیدا کنار — اور یہ عبد ذلیل و خاکسار

ماہرِ فن ہوں نہ میں اہلِ زبان — میں کہاں لطفِ سخن گوئی کہاں

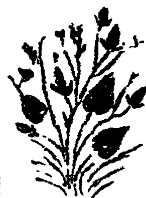
مجھکو تو لب بھی ہلانا بار ہے — ہے زباں کہنے کو پر بیکار ہے

باتیں سُن لی تھیں جو کچھ استاد سے — وہ بھی اب جاتی رہی ہیں یاد سے

ہاں مگر ہے چونکہ اک کارِ ثواب — چاہتا ہے دل کہ کر لوں اکتساب

اہل عرفاں چھپکے بیٹھے ہیں کہاں — گونج اٹھے صلِّ علیٰ سے آسماں

تذکرہ ہے صاحبِ لولاک کا — کیا مرقع ہے رسولؐ پاک کا



وہ نبیؐ جو مالکِ نار و جناں
وہ نبیؐ جو تکیہ گاہ مرسلاں



مصلحت سے تھی نہ خالی جسکی بات — تھی صفاتِ حق سراپا اسکی ذات

نور اس کا منبع انوار تھا — اس کا سر سرچشمہ اسرار تھا

گیسوؤں کے حلقے ایسے ضو فشاں — جن پہ تھا چشمِ بصیرت کا گماں

مانگ کیا تھی مطلعِ انوار تھی — مانگ یاں حق کی سرِ بازار تھی

ٹپکا پڑتا تھا جبیں سے حق کا نور — وہ جبینِ اجلال میں جو برقِ طور

دیکھ لیں موسیٰ تو غش کھانے لگیں لن ترانی کے مزے آنے لگیں

آنا کیا اُس کے ارادہ میں خلل ابروؤں پر بھی نہ آیا جس کے بل

چشمۂ حیواں کجا آنکھیں کجا وہ شنیدہ ہے یہ دیدہ حبذا

خامۂ قدرت سے لائق صاد کے آنکھیں دو پتلے تھے عدل و داد کے

ما عرفنا کیوں نہ کہتے مصطفےٰ پردہ آنکھوں کے لیئے پلکوں کا تھا

وہ نظر آساں تھی جس میں مہر کی کردیا زندہ اُسے جس پر پڑی

تھے پوٹے عیب پوش کائنات چاہیں تو اک پل میں کر دیں دنکو رات

اس کی بینی منہج موج شمیم
تھی الف بین صراط المستقیم

حسن باطن میں بھی تھی بینی وہ طاق
جس سے وابستہ رہی بوئے وفاق

سعئ بینی سے یہ عقدہ کھلا
رکھتا ہے نور بصارت شائبہ

گوش جن پر ظالموں کا راز فاش
تھی جنہیں آفت رسیدوں کی تلاش

اس کا باب عدل و احسان باز تھا
رات دن خود گوش بر آواز تھا

دونوں رخسار اس کے دل کا آئینہ
مرکز شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ

مسکرا دینا وہ اس کا زیر لب
جس سے دشمن کا بھی مٹ جاتا تعب

وہ زباں قرآں تھا جس کا ہم زباں
نطق جس کے وصف میں رطب اللساں

ایسی لائق ایسی فائق ہو گئی
آخرش قرآنِ ناطق ہو گئی

بے غرض اُس درجہ اُس کا قول تھا
مدح میں ما ینطق حق نے کہا

رخ وہ جس سے وجہ قدرت آشکار
کُلّ شیٔ ھالِکٌ کا پردہ دار

وہ گلا کیا شان دکھلانے لگا
نحنُ اقرب کا مزا آنے لگا

سینہ اک گنجینۂ الہام تھا
صدر تھا یا مصدرِ اکرام تھا

دل کو اُس کے عرش سے نسبت ہے کیا
عرش کی زینت ہے جس کی کفش پا

وہ جگر ہیبت میں جو اک فرد تھا — جس میں دنیا بھر کا پنہاں درد تھا

ہاتھ فیضانِ کرامت کے نشان — انگلیوں سے فیض کی نہریں رواں

وہ ہتھیلی بے نظیر و بے عدیل — اس کی مٹھی کنتُ کنزاً کی دلیل

وہ شکم جو سیر فاقوں میں رہا — جس میں پوشیدہ تھے آیاتِ خدا

وہ کمر جو خم عبادت کے لئے — چُست خلق اللہ کی خدمت کیلئے

پیچھے ہٹ آنیکی کھائی تھی قسم — جب بڑھے بڑھتے گئے اُس کے قدم



وہ نبی مختص جو رحمت کے لئے

وہ نبی جو وقف امت کے لئے



بارک اللہ اسکے اخلاق عمیم — خلق بھی کہتا ہے جنھیں خلق عظیم

عفو قدرت پر غضب کا حلم تھا — وہ عمل شتربان جس پر علم تھا

سرکش اس در پر رگڑتے تھے جبیں — دشمن جاں بھی سمجھتے تھے امیں

نیت آئینہ صفت شفاف تھی — جو طلب تھی بے غرض تھی صاف تھی

عدل کا اس کے کہاں ٹھہرا نہ تھا — اپنے بیگانے میں فرق اصلا نہ تھا

عقل کل لاریب اسکی ذات تھی — عین حکمت تھی جو اس کی بات تھی

کر دیا مغفور دنیا سے عذاب — رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن پایا خطاب

نام سے خالق کے مشتق اس کا نام — وہ کئے جو حق کے کرنے تھے کام

یک بیک رب کا چمک اٹھا جو نور — دی صدا غار حرا نے ہو بنیں طور

تار و تیرہ وہ مدینہ کی زمین — بن گئی سرمایۂ عرش بریں

وہ عرب کا سرد بازار ہنر — بن گیا کان جواہر سر بسر

اچھی باتیں موتیوں میں تل گئیں — جنس ایماں کی دکانیں کھل گئیں

وحی بھی دن رات پہنچانے لگے — جبرئیل آنے لگے جانے لگے

ذات اقدس غیب بیں و غیب پوش — بنگیا تھا رب خود اس کا چشم و گوش

دعوت حق سے ہوا جب تر زباں
گونج اٹھا لبیک سے سارا جہاں

کانپ جاتا تھا جگر کفار کا
کام کرتی تھی زباں تلوار کا

وہ تحمل وہ تدبر وہ حیا
وہ تلطف وہ مروت وہ عطا

وہ ہدایت برمحل وہ وعظ و پند
قول احسن فصل اُس کا سود مند

نار دوزخ سے کبھی گھبرا دیا
ذکر جنت کرکے گہہ تڑپا دیا

کھول کر مقصود ایماں کہہ دیا
چپکے چپکے رازِ عرفاں کہہ دیا

دھو کے دل کو آبگینہ کر دیا
ایک اک اندھے کو بینا کر دیا

عکس نور روئے عالم تاب سے
سونے والے چونک اٹھے خواب سے

سنرۂ رحمت کی جو بدلی چھا گئی
وحشیوں میں آدمیت آ گئی

دہر میں اخلاق کا پھیلا وہ نور
ہو گئیں تاریکیاں دنیا سے دور

دل جو خود رائی سے سب کا اٹھ گیا
آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھ گیا

شرک سے سب کی نگاہیں مڑ گئیں
مادہ کی دھجیاں اڑ اڑ گئیں

بات ایماں کی جو دل میں ٹھن گئی
بت پرستی خود پرستی بن گئی

حق کی ایسی گرم بازاری ہوئی
جان دیدیکر خریداری ہوئی

حق پسندی کے جو دل عادی ہوئے — مائل تحصیل آزادی ہوئے

جو برے تھے وہ بھی اچھے بن گئے — جانور سچ مچ فرشتے بن گئے

کان جب حق کے شناسا ہو گئے — جا بجا دیندار پیدا ہو گئے

ہوتے ہوتے ہو گیا فضل الٰہ — رفتہ رفتہ مل گئی جنت کی راہ

جمع شیدائی ہوئے مثل نجوم — شمع پر پروانوں کا جیسے ہجوم

حکم جو آیا کیا دل سے قبول — لب پہ قال اللہ یا قال الرسول

دخل اپنی ذات کا اصلا نہ تھا — ذکر کچھ ما و شما ہی کا نہ تھا

پاک تھی نیت سخن کی جا نہ تھی | حلت و حرمت میں بحث اصلا نہ تھی

رہنمائے جنت آنکھیں ہو گئیں | جلوہ گاہ قدرت آنکھیں ہو گئیں

بہر عرفاں میں جو دیکھا ہو کے غرق | دین و دنیا میں نہ پایا کچھ بھی فرق

دل جو وقف رادیزداں ہو گیا | کار دنیا عین ایماں ہو گیا

تھی رضائے رب نہ کچھ مشکل ثواب | دگی سے بھی ہوا حاصل ثواب

عرش سے جب قلب ٹکرانے لگا | تلخکامی سے بھی لطف آنے لگا

فیض حسن معرفت کا دور تھا | کھانے پینے کا مزا ہی اور تھا

رحمت حق میں وہ وسعت ہو گئی — زندگی جانِ عبادت ہو گئی

نفس جس کو ہیچ سمجھا تھا جہاں — اس میں پایا عالم اکبر نہاں

سمجھے تھے انسان کو جو پُر عیوب — وہ نکل آیا فرشتوں سے بھی خوب

آدمی پتلا جو آب و گل کا تھا — اک نجس قطرہ سے تھی جس کی بنا

اُس سے دریا علم کے بہنے لگے — لوگ اسے شانِ خدا کہنے لگے

جس کی دوری کا جہاں کو تھا یقین — اب جو دیکھا تھا وہ شہ رگ سے قریں

ایک ہی جلوہ قریب و دور تھا — جس طرف دیکھا خدا کا نور تھا

پاگیا جب علم کا شہر اک قرار
ہوگیا باب اک اُس میں آشکار

رازِ صنعِ ربِّ داور کھل گیا
خانۂ ایماں کا بھی در کھل گیا

کی عجب صانع نے بھی صنعتگری
ایک در کی بن گئی بارہ دری



جس پہ نازاں ربِّ داور وہ نبی
جس کی بعثت انبیا کر وہ نبی



ہائے جلوے بانیٔ اسلام کے
صدقے اسکے صدقے اسکے کام کے

ہوئے کس کس شے سے منکر اہل شر
ہر اشارہ اس کا تھا شق القمر

تھا جو خود وہ ہر صفت میں بے مثال — بن گیا اعجاز اس کا ہر کمال

پاک نیت قلب حق آگاہ کی — منہ میں تھی گویا زبان اللہ کی

تھا جو دل محو خدائے پاک ذات — بن گئی وحی آگئی لب تک جو بات

سرکش اس کے عزم سے گھبرا گئے — گڑ گئے اس کے قدم جس جا گئے

جس طرف اس نے بڑھائے اپنے ہاتھ — دی صدا قدرت نے ہیں ہم تیرے ساتھ

کی نہ پروا حاسد گمراہ کی — فکر تھی دل کو تو خلق اللہ کی

سنگ پر سنگ آپ پر آتے رہے — رحم پر رحم آپ فرماتے رہے

خشک برگ گل ہے وہ لب آہ آہ
زرد چہرہ شرم سے نیچی نگاہ

وہ صراحی دار گردن ہے ستم
خشک شل چوب سے کھا کھا کے غم

کیا کروں اِن پاک سینوں کا بیاں
جان کا جن میں ہیں نام و نشاں

فاقوں پر فاقوں نے توڑے یہ ستم
پشت سے اُن کے ہیں چپکے شکم

پالیں وہ جو واقعی تھے شمع نور
دربدر پھرنے سے لیکن چور چور

یوں تو اُن پر ہے مصیبت روز و شب
عید میں تو ٹوٹ پڑتا ہے غضب

دل میں جب ہوتا ہے غم سے اختلاج
کہتی ہیں امڈیں کریں ہم کیا علاج

راحت آخر دو گھڑی تو چاہیے ۔ پھول کی جا پنکھڑی تو چاہیے

گر نہ ہو میٹھا سلونا ہی سہی ۔ جائے گندم جو کا آٹا ہی سہی

کیوں بڑھے دل کا نہ اُنکے انتشار ۔ یہاں تو یک نام خدا ہے برقرار

منعمو بتلاؤ یہ مجھکو شتاب ۔ حشر میں دوگے خدا کو کیا جواب

کچھ مآل کار کی بھی فکر ہے ۔ کون ہیں یہ لوگ جن کا ذکر ہے

کیسے کیسے ان میں عالی ذات ہیں ۔ ذی شرف ہیں نیک ہیں سادات ہیں

بال ہٹ کے کچھ فسانے یاد ہیں ۔ آپ بھی تو صاحب اولاد ہیں

روٹھ جائے آپ کا بچہ اگر
آپ ہوتے ہیں پریشاں کسقدر

آپ کے بچے جو رشک ماہ ہیں
یہ بلاکش بھی عباد اللہ ہیں

ہم کھلونوں میں لٹائیں مال و زر
وہاں یتامی کھیلتے ہیں جان پر

ہوں شکم سیر آہ صبح و شام ہم
فاقہ کش کھاتے رہیں دن رات غم

مفلسی نے جب بنا دی ہے یہ گت
ان کی کیا تعلیم ہو کیا تربیت

راستہ سیدھا بتائے کون انہیں
صحبت بد سے بچائے کون انہیں

چھوٹ جائیں دل تو ہمت کون دے
کون سمجھائے نصیحت کون دے

کوچہ گردی میں جو گزریں روز و شب
ہوں نہ یہ بدرہ تو اس کا ہے عجب

وہ نہ گر چوری کریں تو کیا کریں
پیٹ دوزخ ہے اسے کیونکر بھریں

ہوں جو وہ آمادۂ فسق و فجور
کوئی بتلائے یہ کس کا ہے قصور

کس نے کی تھی شرع کی تلقین انہیں
کس نے بتلائی تھی راہ دین انہیں

کون ہمدرد ان کا تھا بتلائیے
دستگیری کس نے کی فرمائیے

قوم کی جسم کو جمیت کچھ نہیں
دل میں درد ملک و ملت کچھ نہیں

مطلب اپنا یاں سے نہ کچھ اسلام سے
کام ہم کو ہے تو اپنے کام سے

بزم میں شرم و مروت یہ نہیں — مقتضائے آدمیت یہ نہیں

ہاتھ لاکھوں بخیلوں سے دھو چکے — ہو چکے محشر کے وعدے ہو چکے

ہے زمانہ بھر میں شہرت آپ کی — ہم بھی تو دیکھیں سخاوت آپ کی

جا نہیں ہرگز یہ قال و قیل کی — دو ہوا ان کو پر جبریل کی

جیب سے ہاتھ اپنا باہر کیجئے — دیجئے للہ کچھ تو دیجئے

رات دن تجھ کو ہے فکر گنج و مال — عاقبت کا بھی ہے غافل کچھ خیال

ہاتھ خالی حشر میں جب جائیگا — کیا رسول اللہ کو منہ دکھلائیگا

دے انہیں کچھ پہ نہ دو عقبیٰ ساتھ لے

کس سے آخر یہ بیان درد قوم

بے خبر ہیں لوگ ابھی اس راز سے

ہاں مناجات اب کرو فی الحال قوم

ہے عمل اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

قوم جانے کیا بغیر لطف قوم

خیر ہم کچھ لینگے فضل اللہ سے

وقت پڑتا خیر کرنا ہے ستم



یا الٰہی یا الٰہی یا اللہ

اے کریم اے بے پناہوں کے پناہ



فرد ہے تو ہے تو واحد تو احد

تو ہے یکتا ذات ہے تیری صمد

تو احد اور صفات تیرے بے عدد
تو صمد الطاف تیرے لا تعد

بے عدیل و بے بدل تیرے صفات
صاحب رحم و کرم ہے تیری ذات

اوّل اوّل بھی تو آخر بھی تو
باطنِ باطن بھی تو ظاہر بھی تو

حال تیرے لطف کا معلوم ہے
تیری بخشائش کی گھر گھر دھوم ہے

قلب میں تو سینہ میں تو سر میں تو
کوہ میں تو دشت میں تو در میں تو

ہے تری قدرت کا ہر شے سے ظہور
ذرّہ ذرّہ سے عیاں ہے تیرا نور

تیری وحدت موجب کثرت نہیں
تجھکو تنہائی سے کچھ وحشت نہیں

ہے غنی در کا ترے امیدوار
مانگنے کا کب ہے تجھکو انتظار

حکم پیارا کام بھی پیارا ترا
تو بھی پیارا نام بھی پیارا ترا

تو ہے مدرک تو ہے ناظر تو بصیر
تو مصوّر تو ہے قادر تو قدیر

تو ہے شافی تو ہے کافی تو سلام
درد عصیاں کی بھی دارو تیرا نام

خشک و تر کا پالنے والا ہے تو
آفتوں کا ٹالنے والا ہے تو

واقف موجود و ہر معدوم تو
عالم معلوم و نامعلوم تو

تیری رحمت عاصیوں کی چارہ گر
تیری قدرت بے پناہوں کی سپر

اب ہلانا بھی ہے مشکل کیا کہوں
کیا بتاؤں حالتِ دل کیا کہوں

غیر کا جھگڑا نہ کچھ شکوہ ہے یہ
اپنے نفسِ شوم کا قصہ ہے یہ

کیوں نہ ہو جاتی مری حالت سقیم
ہر عمل برعکس احکامِ حکیم

کیا کہوں کیوں حال ہے میرا خراب
مجھکو عصیاں سے نہیں کچھ اجتناب

تنگ دستی کی شکایت کیا کروں
شرح حالِ فقر و نکبت کیا کروں

ہاتھ میرا کب رکا اسراف سے
خرچ دونا ہی رہا اضعاف سے

کیا کہوں کیوں رات دن بیمار رہوں
مبتلائے آفت و آزار رہوں

تھی غذا جو پیٹ بھرنے کے لئے
صرف طاعت تیری کرنیکے لئے

وہ غذا سرمایۂ لذات ہے
لقمۂ تر کی ہوس دن رات ہے

کیا بگڑا ہے دہن کا ذائقہ
پھلکیاں دیتی نہیں منھ میں مزا

ہو عسل جائے شکر لیل و نہار
قلیہ میں بھی ترشیِ آبِ انار

قہر ہو باورچیوں کی جان پر
ہو اگر زردہ نہ دسترخوان پر

جینے مرنے سے کسی کے کیا ہے کام
حلوے مانڈے سے غرض ہے صبح و شام

کسکو یہاں پروائے ننگ و نام ہے
پیٹ بھر لینے سے ہم کو کام ہے

حلت و حرمت کی کمی قیل و قال
چھو کہیں جو شے ملی وہ ہے حلال

جب غذا ہو گرم صادق اشتہا
پھر کہاں کا زہد کیسا اتقا

ہو جو دستر خوان پر غل واہ کا
پھر کسے یارا ہے بسم اللہ کا

کھانے پینے ہی کی قال و قیل ہے
پیٹ یا امرود کی زنبیل ہے

گو ہے دل کو حسرت مال و منال
پر کسے ہے رغبت کسب حلال

دین سے مطلب نہ دینا چاہیئے
سونے یا چاندی کا سکہ چاہیئے

ہو عبث لینت تو شہ زوری سہی
ہو ترسم وہ ہو کہیں بھی چوری سہی

ہو سکوں گر پڑ رہیں داماں و جیب | نام رشوت کا ہے رکھا دست غیب

غیر کو ہو جائے لاکھوں کا ضرر | ایک پائی کم نہ ہو اپنی مگر

پیش چشم امید کا جب گنج ہو | گالیاں کھانے کا کس کو رنج ہو

باپ سے مطلب نہ بھائی سے غرض | رات دن ہے آنہ پائی سے غرض

صبح کی روٹی نہ پکے تا بہ شام | جمع جبتک ہو نہ کچھ ہاں حرام

کیسی اولاد اور کیسی آل ہے | جان ہے ایماں ہے جو کچھ مال ہے

سیم کی گاہے گہے زر کی تلاش | رات دن ہے کیمیاگر کی تلاش

عزت و وقعت نہیں حرمت نہیں ‌ ‌ ہیچ ہے انسان اگر دولت نہیں

سر جو تھا سرمایۂ حُسن و خیال ‌ ‌ بن گیا ہے ایک گنج حرص مال

تیرے سجدہ کو جو مختص تھی جبیں ‌ ‌ خم ہے سوے آستانِ آن و این

اس لئے آنکھوں سے تھا میں بہرہ ور ‌ ‌ تا کہ نور حق ہو اُس میں جلوہ گر

قہر ہیں وہ ہمدموں کے واسطے ‌ ‌ وقف ہیں نامحرموں کے واسطے

تھی زباں جو از پئے صدقِ کلام ‌ ‌ اُس پہ جاری جھوٹھ گالی اتہام

لب جو تھے سرمایۂ لطف و کرم ‌ ‌ کھلتے ہیں وہ یاورِ ظلم و ستم

ہاتھ سے کیا کیا ہوئے نخچیں زیاں
تھے جو ہر دستگیری جہاں

سینہ جو گنجینۂ اسرار تھا
اس میں اب کینہ بھرا ہے خلق کا

دل جو تھا سرچشمۂ لطف و وداد
بن گیا ہے معدن شر و فساد

پاؤں گمراہی کی جن سے ہے بنا
تھے کبھی بنیاد اخلاص و وفا

کبھی بسم اللہ کی بھی تھی گھڑی
پھر نظر اب تک نہ قرآں پر پڑی

پڑھ لی برسوں میں جو دو رکعت نماز
دل ہی دل میں کرتے ہیں کیا فخر و ناز

مسئلے دو اک کتابی کر کے حل
جانتے ہیں ہم ہیں عالم بے بدل

اس کو ملعون اس کو ابتر کہہ دیا
جس کو چاہا اس کو کافر کہہ دیا

بے غرض مخلوق کی خدمت نہ کی
بے ریا تیری کبھی طاعت نہ کی

کام جب درپیش آتا ہے کوئی
سوجھتی ہے کیسی کیسی عاجزی

اغنیا کے گھر پہ حاضر صبح و شام
جیسے خدمتگار یا ادنیٰ غلام

وہ خوشامد وہ تملق بر ملا
وہ جو راضی ہوں تو کہنے سمجھیں خدا

حسب منشا ہو گیا پورا جو کام
راستے میں بھی نہیں کرتے سلام

شکریہ کی قلب کو عادت کہاں
بات کرنے کی بھلا فرصت کہاں

منہ پہ اعدا کی وہ توصیف الاماں — پیٹھ پیچھے دوستوں کو گالیاں

چہرہ پر حسنِ تقدس منجلی — پردہ نیت بد کہ توبہ ہی بھلی

میٹھی میٹھی باتیں بھی ایسی کہ اُف — زہر وہ دل میں کہ خالق کی پناہ

لب پہ صبح و شام قرآن و حدیث — حیف وہ گندہ دہن طینت خبیث

کرتے ہیں لفظوں کا پہلے بندوبست — تا کریں اقرار جو کر دیں شکست

دھوکا دیدیں اُس کو جس سے میل ہے — یہ تو بائیں ہاتھ کا اک کھیل ہے

پاس الفت کا نہ رشتہ کا خیال — آج ہے اخلاص کل جنگ و جدال

شغل اک یہ تو ہے دن رات کا | بات کیا ہے بھول جانا بات کا

جو جھکا دابا کئے اُس کا گلا | جو ہوا ترش اُس کا مُنھ میٹھا کیا

افترا و کذب پھر اس پر مُصِر | ہو گئے سر جس کو پایا منکر

دیکھا خوش رو جس کو مفتون ہو گئے | وہ تو لیلے آپ مجنوں ہو گئے

ایک ہیں اغیار ہوں یا ہوں عزیز | دوست دشمن ہیں نہیں مطلق تمیز

کہتے ہیں رہ رہ کے دل کے حوصلے | دو انہیں کو داغ جو ہیں دل جلے

آگئی شامت جو اچھی بات کی | قسمت الٹی جس نے سیدھی بات کی

شیطنت ہی آدمیت کا ہے نام — دھوکا دینا عقلمندی کا ہے کام

ہے ہمیں غم ہو جو عالم کو خوشی — دوسروں کو رنج ہو ہم کو خوشی

ہم ہیں کن کن خوبیوں میں طاق ہیں — واہ کیا عادات کیا اخلاق ہیں

کس لئے تو نے ہمیں پیدا کیا — ہائے کیا کرنا تھا ہم نے کیا کیا

ہائے ہوں کن دقتوں میں کیا کہوں — پھنس گیا ہوں آفتوں میں کیا کہوں

اک جانب حرص ارماں اک طرف — ایک جانب نفس شیطاں اک طرف

کیوں نہ کھائے قلب مضطر پیچ و تاب — حد ہے بدیوں کی نہ عصیاں کا حساب

پر کرم پر تیرے جس کی ہو نظر
اس کو کیا دنیا و مافیہا کا ڈر

کب میں کہتا ہوں عمل میرے ہیں خوب
ذات تیری تو ہے غفار الذنوب

اک نجس قطرہ سے جس کی ہو بنا
اس میں کیا پاکیزگی آئے بھلا

تو ہے دانا میں ہوں اک عاجز ضعیف
پھر مقابل نفس و شیطاں سے حریف

ان کے دھوکے میں جو آجاتا ہوں میں
ہائے کیا کیا تجھ سے شرماتا ہوں میں

قلب کو ہوتا ہے کیا کیا ننگ و عار
ہاتھ رکھ لیتا ہوں منہ پر بار بار

تیرا بندہ ہوں شقی ہوں یا لئیم
اے کریم العفو اعفو اے کریم

خود میں شرمندہ ہوں اپنے کام پر
کیا نتیجہ کی اگر اوس پر نظر

دیکھنا ہے کیا مرے افعال کا
دیدنی ہے خود تری شانِ عطا

کرتا کیا ہے میرے عصیاں پر نظر
اپنے تو حلم و کرم پر غور کر

چھوڑ کر تجھکو بھلا جاؤں کہاں
بندگی کی ہے گلے میں ریسماں

لوگ کو بدکار جانیں گے مجھے
پر ترا ہی عبد مانیں گے مجھے

پھر ترے آگے سر افگندہ ہوں میں
تو مرا مالک ترا بندہ ہوں الٰہی

تجھ سے نادم تجھ سے گو ہوں پُر خطر
پر نہیں اٹھتی ترے در سے نظر

تیرا اندیشہ دل مضطر میں ہے — واہ کیا سودا خوشی کا سر میں ہے

سیم کی حاجت نہ یہاں زر چاہیے — تیرا سودا اور یہ سر چاہیے

خاک پر رگڑوں جو سجدہ میں جبیں — بوسے پر لینے لگے بوسہ زمیں

عجز عبدیت مجھے مرغوب ہے — ہو اگر ابرو میں یوں خم خوب ہے

ہیں یہ آنکھیں طالب عفو قصور — اک تجلا اور بھی اے برق طور

نیچی آنکھیں ہوں تو کچھ کھٹکا نہیں — ہے مژہ غفلت کا کچھ پردا نہیں

شرم عصیاں کی جو غالب آگئی — صاف رخساروں پہ زردی چھا گئی

معصیت پر اپنی سر اسے ہوئے
بیٹھے ہیں گردن کو نیہوڑائے ہوئے

قفل خاموشی دہن پر ہے تو کیا
دل سے آتی ہے دعا کی صدا

نعرہ اللہ اکبر گر کریں
معرکہ نفس دنی کا سر کریں

رات دن ہیں یہ سخن وردِ زباں
الاماں پروردگارا الاماں

ہو ترے فضل و عطا پر جس کو ناز
دست حاجت اس کا ہو کیوں کر دراز

برق نور اک سینہ میں ہے جلوہ گر
سانس جاتی اور آتی ہے کدھر

ٹوٹا پھوٹا گھر ترے قابل کہاں
جو پسند آئے تجھے وہ دل کہاں

شعلۂ نارِ جہنم الحذر
نعرۂ مالک کہ ہل جائے جگر

ان سے کیا سر بر ہو یہ عبدِ حقیر
ہو نہ حامی تو جو اے ربِ قدیر

عقل میری کیا میری تدبیر کیا
میری عزت کیا میری توقیر کیا

کیسے بچے کیسے بھائی کیسا گھر
کیسی دولت مال کس کا کس کا زر

دام و دد وحش و طیور انس و جان
تو جو اپنا ہے تو اپنا ہے جہاں

جس کے دل میں ہو نہاں تیرا خطر
اس کو کیا دنیا و ما فیہا کا ڈر

آنکھیں وہ پتھرا گئیں وہ سر پھرا
دستگیری کر وگرنہ میں گرا

حسرتوں کا دل پہ نرغہ ہے سنبھال
رحم کے قابل ہے یارب میرا حال

آہ دل پہ تیغ کیا غم کی چلی
دیکھ وہ منکا ڈھلا گردن ڈھلی

لب ہلانا اب تو مشکل ہو گیا
آفت جاں مطلب دل ہو گیا

گریہ وہ زاری کی بھی حد ہو چکی
ذلت و خواری کی بھی حد ہو چکی

اُف یہ قہر ضبط افغاں تا کجا
آفتوں کا سر پہ طوفاں تا کجا

یہ مصیبت یہ قیامت کب تلک
انتہا بھی ہے یہ آفت کب تلک

تو نے جانے میں چلایا کروں
کیا کروں آخر خدایا کیا کروں

اے کریم اے میرے یزداں الغیاث
اے رحیم اے میرے رحمن الغیاث

رحم یارب مصطفےٰ کا واسطہ
تاجدار اولیا کا واسطہ

واسطہ آل رسول اللہ کا
واسطہ اصحاب حق آگاہ کا

دم لبوں پر ہے الٰہا رحم کر
رحم کر ہم پر خدایا رحم کر

دل شکستہ ہیں ہمارے کر دے مجھکو شاد
بھائی بندوں کی بھی بر آئے مراد

جن کی بیماری سے ہو حالت سقیم
دے انھیں بھی جلد صحت یا رحیم

فکر میں روزی کی ہیں جو مبتلا
اُن کو یارب مال و دولت کر عطا

تیغ غم سے جن کے سینہ میں لگا
کر دے بشاش ان کو بھی آ کر دوگا

ہوں جو بے اولاد انہیں دل شاد کر
جلد یا رب صاحب اولاد کر

صاحب اولاد جو ہیں خوش نصیب
دور ان سے رنج ہو شادی قریب

شامت اعمال سے جو ہیں اسیر
دے خلاصی ان کو اے رب قدیر

شوق حج میں جو دعا کرتے ہیں
ان کو اس نعمت سے فرما بہرہ ور

ہوں زیارت کے لئے جو بیقرار
جلد فائز کر انہیں اے کردگار

جو مسافر ہو گئے ہوں دربدر
خیر خوبی سے انہیں پہنچا دے گھر

مخلصی دے وہم سے وسواس سے
رکھ ہمیں محفوظ حق الناس سے

ناصحوں کے قول میں تاثیر دے
عالموں کو عزت و توقیر دے

فکر سے جو مضطرب ہیں صبح و شام
بگڑے بن جائیں الہی اُن کے کام

سرد مہری دہر سے کافور ہو
گرمی بازار عصیاں دور ہو

صحبت بد سے ہر اک کو دے نجات
نیکیوں میں ہو بسر دن ہو کہ رات

ہو زباں میں خوبی تقریر بھی
بات اچھی بھی ہو پر تاثیر بھی

قوم کو علم و ہنر کا ذوق دے
ایک کو اک سے زیادہ شوق دے

سختیاں افلاک کی نابود ہوں
قحط و طاعون و وبا مفقود ہوں

خیر وابستہ ہو اپنے نام سے
زندگی کے دن کٹیں آرام سے

ہو زبان دہر غیبت سے بری
ہو صفائے قلب کی کھیتی ہری

دل کو صدق قول کی عادت رہے
سچ سے رغبت جھوٹ سے نفرت رہے

دل کو ہو لہو و لعب سے انتشار
ناچ گانے سے ہویدا اضطرار

نکلے ہونٹوں سے نہ کوئی لغویات
قلب سے ہو دور ذوق منکرات

نیک ہر آغاز کا انجام ہو
بے غرض ہر چہ ہمارا کام ہو

قلب تیرے نور سے معمور ہو / خلق کی ہمدردیوں میں چور ہو

دل مثال آئینہ شفاف ہو دل / کینہ بغض و حسد سے صاف ہو دل

تیری طاعت میں نہ ہو پیدا خلل / بے ریا ہو جو ہمارا ہو عمل

جلوۂ عرفاں دکھاوے آنکھ سے / پردۂ غفلت اٹھائے آنکھ سے

یوں پیاپے ہوتے جائیں نیک کام / ہو نہ دل مائل سوئے فعل حرام

یوں نظر پاکیزگی میں طاق ہو / دیکھنا نامحرموں کا شاق ہو

فضل تیرا چاہئے تائید بھی / ہو تجھی سے خوف بھی امید بھی

یاوہ گوئی کا کوئی عادی نہو ... دور اندیشوں کی بربادی نہو

خبث باطن سے ہو سب کو اجتناب ... زہد و تقوی کا ہو طلوع آفتاب

جس گھڑی میدان محشر ہو بپا ... ہوں پریشاں انبیا و اولیا

ہم بیاں اپنی کریں بد سیرتی ... تو کہے لا تقنطوا من رحمتی

ہمکو عصیاں سے پشیمانی رہے ... تیری بخشش کی فراوانی رہے

ہم خجل ہوں دیکھکر اپنے عیوب ... تو کہے ہوں میں تو غفار الذنوب

ہو زیارت آل احمد کی نصیب ... ہو شفاعت بھی محمد کی نصیب

مصطفیٰ انعام دیں اکرام دیں
ساقی کوثر لبالب جام دیں

سایہ گستر ہو لوائے حمد جب
قلب سے ہوں دور سب رنج و تعب

کوئی مژدہ مغفرت کا آکے دے
کوئی جنت کا قبالہ لاکے دے

سر جھکائے اور ادب سے جوڑے ہاتھ
ہم حبیب پاک کے ہوں ساتھ ساتھ

لطف تیرا عام بخشش ہے عمیم
ہمکو بھی فرما عطا عقل سلیم

خواب میں ہو یا کہ بیداری میں ہو
صرف اک لمحہ نہ بیکاری میں ہو

شب جوانی کی اطاعت میں کٹے
صبح پیری کی عبادت میں کٹے

جس طرف اٹھے پڑے جس پہ نظر
آنکھوں میں ہو تیری قدرت کا جلوہ

اٹھوں بیٹھوں سوؤں کھاؤں یا پیوں
دم ترا بھرتا رہوں جب تک جیوں

چلنے پھرنے میں نہ بھٹکے یہ اثیم
ہو تصور میں صراط المستقیم

ہاتھ میں تیرا ہو دامانِ کرم
راہ عرفاں کی طرف اٹھیں قدم

دربدر کیوں ٹھوکریں کھائے نظر
تو جدھر ہو رخ میرا بھی ہو اُدھر

آنکھ تیری شان قدرت پر پڑے
تیری ہی جانب خمیدہ سر رہے

آنکھ کے آگے ہو شکل مغفرت
کان کو پہنچے نوید مرحمت

دور سب دنیا کا ذوق و شوق ہو — تیری طاعت کا گلے میں طوق ہو

دن ہو خلق اللہ کی خدمت میں تمام — راتیں ہوں تیری عبادت میں تمام

خلق جب ہو خواب غفلت میں پڑی — تیرا بندہ تیری طاعت میں رہے

قلب کو میلان بیداری رہے — تیری خلوت کی طلبگاری رہے

درد دل پوچھے کوئی پر نہ کہوں — جو کہوں تیرے سنانے کو کہوں

مطلع کیوں حال سے سب کو کروں — دن کو جو گذرے بیاں شب کو کروں

زخم دل اپنے دکھاتا جاؤں میں — تو سنے قصے سناتا جاؤں میں

اپنا دکھڑا بھی ہو تیرے روبرو
سب کا شکوہ بھی ہو تیرے روبرو

شکر بھی تیرا کروں کچھ ناز بھی
کچھ ہو گھبرائی ہوئی آواز بھی

خوف سے تیرے کبھی دل کانپ جائے
چپ جو ہو جاؤں کلیجہ منہ کو آئے

چپکے چپکے یوں سناؤں داستاں
جس پہ سرگوشی کا سب کو ہو گماں

الف لیلہ کا جسے میری وہ رنگ
خود کراماً کاتبیں ہو جائیں دنگ

باہر آپے سے یہ ہوتا جاؤں میں
گاہ ہنستا گاہ روتا جاؤں میں

گاہ حیراں ہوں ترے اجلال پر
گاہ قرباں ہوں ترے افضال پر

سہم جاؤں گاہ گہہ رونے لگوں
گاہ داغ معصیت دھونے لگوں

دم ہو جائے سکتے تا سمک
میں کبھی یوں تڑپوں کہ ہل جائیں فلک

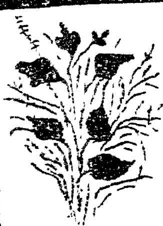
جب تہ دل سے پکاروں یا رحیم
کانپ جائے سر بسر عرش عظیم

دم بخود ہو کے سارے اہل عرش
دیکھ کر کہنے لگیں یوں سب بخروش

کیوں پکارا تھا ہمیں حاجات کو
کون یہ روتا ہے آدھی رات کو



بارگاہ قدس سے آئے صدا
یہ وہ بندہ ہے میں جس کا ہوں خدا



گیا فاصل دعا کا یہ محل
جاں نثاری میں نہ آجائے خلل

کیجیے اب شاہ کے حق میں دُعا
اپنے ظل اللہ کے حق میں دعا

کون شہ جو خسرو عالم پناہ
میر عثمان علیخان بادشاہ

خیر اندیش جہاں اعلیٰ خصال
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال

قدر افزا قدر پرور قدر داں
عدل میں ہے ثانی نوشیرواں

وہ دُر دریائے الطاف و عطا
گوہر بحر کرم بحر سخا

یکہ تاز عرصۂ بذل و نوال
تاجدارِ کشور جاہ و جلال

آفتابِ آسمانِ عدل و داد
ماہتابِ برجِ الطاف و وداد

عالم و فاضل ذکی نیکو شعار
عاقل و دانا وحیدِ روزگار

ذی شرف ذی مرتبت عالی حسب
ذی مروت ذی ہمم والا نسب

حامیِ اسلام سلطانِ دکن
مرجعِ ہندوستاں جانِ دکن

اب نہیں انصاف سے اہلِ کمال
یہ نہیں ہے شاعرانہ قیل و قال

کیا خدا نے پادشہ ہمکو دیا
شکر اس کا ہو نہیں سکتا ادا

وصف اُس کا دہر کو معلوم ہے
ہند سے یورپ تک اُس کی دھوم ہے

علم میں ہے فرد حکمت میں وحید — فضل میں یکتا فراست میں فرید

خلق اس کا خلق میں ممتاز ہے — اسپہ برٹش انڈیا کو ناز ہے

بزم میں اُس کی عجم ہوں یا عرب — تہ کیا کرتے ہیں زانوے ادب

فارسی بے مثل انگلش بے بدل — اور اردو میں تو ہیں ضرب المثل

ان کی معلومات اللہ غنی — خوبی عادات اللہ غنی

ہمت و مردانگی میں بے نظیر — مستقل دل عزم ان کا قلعہ گیر

خیر اندیشی میں یکتا فرد ہیں — دل سے خلق اللہ کے ہمدرد ہیں

علم و فہم ان کے انیس دیار ہیں ۔ دولت و اقبال خدمتگار ہیں

کیوں نہ ٹکڑے حاسدوں کا ہو جگر ۔ دو مصاحب اس کے ہیں فتح و ظفر

خوبیوں میں معدن اخلاق ہیں ۔ الغرض ہر اک صفت میں طاق ہیں

عفو کا طالب ہے کوئی داد خواہ ۔ خاطی و مظلوم کی ان پر نگاہ

گھر ہے مالک کا ہر اک کو آس ہے ۔ کنگ کوٹھی پر ہجوم ناس ہے

جب ہوا مہر کرم یہ ضو فشاں ۔ ہو گیا دولت سے مستغنی جہاں

ہو رہے ہیں کام پر جاری وہ کام ۔ دنگ جن کو دیکھ کر عالم تمام

علم پھیلا جہل کی ظلمت مٹی
مرحبا اردو کی یونیورسٹی

سیٹی کالج ہے عجب دارالعلوم
شرق سے غرب تک اک جس کی دھوم

ہے کشش دارالاقامہ میں ازبس
علم کی ہوتی ہے خود پیدا ہوس

علم کے پھولوں کی خوشبو میں بسے
کھل رہے ہیں مدرسوں پر مدرسے

حبذا عثمان ساگر کی بنا
جس سے ہے سیراب مخلوق خدا

وہ حمایت ساگر بحر کرم
جو سمندر سے ہیں زنہار کم

جس سے فکر قحط سے عالم بری
کھیتیاں دل کی بھی ہیں اس سے ہری

کیا ہی بارونق ہے جنرل ہسپتال
ہے دوا ہر درد کی جس کا خیال

کھلتے یونانی دواخانے کھلے
لاکھوں عثمانی دواخانے کھلے

فضل حق نے بھی دکھایا کیا کمال
ہو گیا آب و ہوا میں اعتدال

جب مقاصد دل کے حاصل ہو گئے
خود بخود امراض زائل ہو گئے

واہ باغ عامہ کا ٹاؤن ہال
دل شگفتہ جس سے ہے گل کی مثال

صنعت و حرفت کا پھیلا یا وہ جوش
اڑ گئے کار آزمودوں کے بھی ہوش

کر دیا پیٹرول کا عقدہ بھی حل
ہو گیا مہوہ سے پیدا الکحل

کارخانہ کیا کھلا صابون کا — صاف ہے اعلان اس مضمون کا

ساتھ سے نور صفا جانے نہ پائے — شکل رخ دل میں بھی آئینہ بنائے

حکمت داری کی اچھی جن میں ہوس — جن کی حاجت تھی وہ اصلاح کریں

کی بنا ہے ایکزیکٹیو کونسل — کیا ہوا برجستہ کار بر محل

خلق پر باب حکومت کھل گیا — یا در اقلیم نصفت کھل گیا

عزم جو دل میں کیا پورا کیا — الغرض جو کچھ کیا اچھا کیا

مکہ مسجد ہے جو مسجد شاندار — قطب شاہوں کی پرانی یادگار

ایسی رونق پیشتر اس کے نہ تھی
آج ہے جو بات وہ پہلے نہ تھی

آپ اوس میں جا کے پڑھتے ہیں نماز
ہوتے ہیں کیا کیا مصلّی سرفراز

زاہد و عابد کے دل ہیں باغ باغ
معبدوں میں گھی کے جلتے ہیں چراغ

تھا کہاں یہ احترام ماہ صوم
خواب غفلت میں پڑی تھی ساری قوم

عید مولود اور حج کے دن یہاں
ندیاں سیندھی کی رہتی تھیں رواں

ہو محرم کا نہ جن کو کچھ ملال
ان کو کیا عیدین کا ہوتا خیال

تب خبردار اپنے بیگانے ہوئے
جا بجا جب بند میخانے ہوئے

کرکے آگہ سب کو حکم اللہ سے
کیسے پلٹا یا ہے تیڑھی راہ سے

چین میں ہو یا کوئی جاپان میں
یا ہو یورپ میں کہ ترکستان میں

مستحق کو کرتے رہتے ہیں تلاش
بے طلب فرماتے ہیں جاری معاش

وہ سہ سالہ آفت قحط الامان
جنگ یورپ کی ادھر دشواریاں

وہ گرانی پارچہ کی الحذر
وہ لٹیروں کا گلی کوچہ میں ڈر

آہ نایابی وہ احتیاج کی
فکر تھی کل کی جگہ یہاں آج کی

شاہ نے کچھ انتظام ایسا کیا
پڑگیا عالم میں شور مرحبا

کھل گیا دفتر بھی ماکولات کا — بڑھ گیا صیغہ بھی تعمیرات کا

ابر رحمت بھی سروں پہ چھا گیا — نرخ اشیا ایک حد پہ آ گیا

بھاری سے بھاری دکانیں کھل گئیں — خاص سرکاری دکانیں کھل گئیں

نرخ کی اصلاح سے ہمت بڑھی — اور ادھر مزدوروں کی اجرت بڑھی

بسکہ فریادیں گرانی کی ہوئیں — جاری امدادیں گرانی کی ہوئیں

تھے جو پوشیدہ خزانے کھل گئے — جابجا محتاج خانے کھل گئے

پرورش پانے لگے برنا و پیر — لاکھوں ہی محتاج لاکھوں ہی فقیر

کھنڈیوں تھا جمع غلہ جا بجا
دیتے پھرتے تھے منادی یہ ندا



جوش پر بحر عطائے شاہ ہے
خوان یغما خوان فضل اللہ ہے



اہل حاجت کا عجب ہے اہتمام
سب کے گھر بیٹھے بر آجاتے ہیں کام

کچھ غرض کہنے سنانے سے نہیں
واسطہ کچھ آنے جانے سے نہیں

سر پہ جو آفت پڑی یوں ٹالدی
ٹپہ میں عرضی دو حرفی ڈالدی

شہر کا تھا بعد طغیانی جو حال
فکر تھی سب کو کہ ہوگا کیا مآل

جب ہوئے آرایش بلدہ کے کام — منھ ہی تکتے رہ گئے سب خاص و عام

دور دل سے فکر مندی ہو گئی — ملک [illegible] آئینہ [illegible] ا ہو گئی

کلفتیں تنگی کی دل سے دھو گئیں — [illegible] ہو گئیں

دل بہلجاتا ہے اہل رنج کا — [illegible] افضل گنج کا

چار مینارہ کی سڑکیں دیکھکر — آپ سے ہو جاتی ہے باہر نظر

واہ اسٹیشن و چھوٹی لین کا — خاصہ اک سامان ہے دل کے چین کا

خوشنما تعمیرہ ہائیکورٹ کی — ایسی تو دیکھی نہ کانوں سے سنی

وہ مکاں دربار گوہر بار کا — جس میں عالم مطلع انوار کا

جو غلاظت تھی ہوا کی دھو گئی — نام پلی صحت افزا ہو گئی

نلیں دوڑا دیں ضرورت تھی جہاں — آمد و شد کی مٹیں دشواریاں

اف وہ برقی روشنی کا انتظام — کر دیا سب شہر کو ماہ تمام

چار جانب برق کے پنکھے چلے — خلد میں باد صبا جیسے چلے

جس نے دیکھا محو حیرت ہو گیا — حیدرآباد اب تو جنت ہو گیا

عقد میں رائج تھیں جو رسمیں فضول — تھا نہ غیر خرچ جنسے کچھ حصول

ناچ گانے میں پٹے جاتے تھے لوگ / شیخیوں ہی میں مٹے جاتے تھے لوگ

رشتہ داروں کی دل آزاری الگ / کسبیوں کی گرم بازاری الگ

لٹ گیا وہ جس کے گھر شادی ہوئی / کیسی شادی خانہ بربادی ہوئی

درد وہ بھی دل سے زایل کر دیا / شہ نے باتوں ہی میں باطل کر دیا

پہلے مر جاتا جو کوئی مال دار / چھوڑ کر دنیا میں اولاد صغار

ٹوٹ پڑتے ہر طرف سے پردغا / کوئی بن جاتا ولی کوئی بڑا

کر کے اس مظلوم کا برباد گھر / خود اڑاتے تھے مزے شام و سحر

بے سمجھ گر مل گیا کوئی جوان ‏— اہل ثروت صاحب نام و نشان

پھر بھلا بھی پوچھنے کی کون بات ‏— دن کو ہوتی عید شب کو شب برات

رات دن پریوں کا رہتا جمگھٹا ‏— اک بنا رہتا تھا گھر اندر سبھا

ناچ گانے سے اگر فرصت ملی ‏— جوا بازی سے کلی دل کی کھلی

شور و غل سے تنگ ہمسایا تمام ‏— اک لگا رہتا تھا میلہ صبح و شام

بے محل ہنستا کوئی روتا کوئی ‏— لوٹتا زر کوئی غش ہوتا کوئی

کہکے رستم طبع اوس نے نرم کی ‏— اس نے حاتم کہکے مٹھی گرم کی

الغرض ملتا نہ کوئی بد گہر
ہو نہ جبتک ستیاناس اون کا گھر

کر دیا اس کا بھی شہ نے انسداد
صحبتیں وہ ہیں نہ وہ شرّ و فساد

دیکھیں اب دفتر تیامے کا اگر
شہ کی دور اندیشیاں آئیں نظر

انتظام آساں نہ تھا اس فن کا
واہ کیا کہنا ہے اس انصاف کا

حد سے بڑھ جائے کسی کی کیا مجال
سب پہ ہے چھایا ہوا شہ کا جلال

ہو ملازم یا کوئی میر وزیر
ہو کوئی آزاد یا ہو گوشہ گیر

گرچہ رعب شاہ سے ترساں ہیں سب
نام اقدس پر مگر قرباں ہیں سب

حلم بھی فطرت میں ہے انصاف بھی
برمحل تہدید بھی الطاف بھی

عفو کی جا بخش دیتے ہیں خطا
جب سزا کا ہو محل دیدے سزا

واقعی شان عدالت ہے یہی
حسن آئین سیاست ہے یہی

وصف ظل اللہ میں میرا دل ہے لوٹ
اور دعوی ہے مرا دکھ کی چوٹ

شبہ و شک اس جگہ ہے ناروا
پھر بھی جو وسواس میں ہوں مبتلا

کرلیں اطمینان دوڑا کر نگاہ
ملک کے دیوار و در تک ہیں گواہ

کوئی بات اسمیں تصنع کی نہیں
ایک بھی لفظ اس میں مصنوعی نہیں

واقعے یہ تھے جو مضموں ہو گئے — شعر بھی قسمت سے موزوں ہو گئے

لکھ رہا ہوں دلکش اک نظم اور بھی — ہے زبان جس کی سراسر فارسی

تاکہ ہوں اہل عجم بھی شاد تر — کارنامے میرے شہ کے دیکھ کر

صدقے شاہا تیرے ہر اک کام کے — شاہ ایسے ہوتے ہیں اسلام کے

میں بھلا کیا اور کیا میری زبان — مجھ سے وصف اس شاہ کا ہو کیا بیان

وصف شہ لکھنے کو دفتر چاہیے — چین دل کو بخت یاور چاہیے

ہو ادا گر حق شاہی کی ہو حد — کم ہے اس میں جس قدر ہو جد و کد

اور پھر وہ جو نمک کھائے ہوئے
اس کے در کے پرورش پائے ہوئے

تھے جد و آبا جو میرے بیگماں
اہل ثروت صاحب نام و نشاں

وجہ کیا تھی جو ہر اک ممتاز تھا
کس کا صدقہ تھا جو یہ اعزاز تھا

شکر منعم جو نہیں کرتا ادا
وہ کرے اپنے خدا کا شکر کیا

یا خدا جب تک رہے قائم جہاں
میرے ظل اللہ کو رکھ حکمراں

ہو ترقی صحت و اقبال میں
کر عطا توسیع ملک و مال میں

خوش رہیں دنیا میں انکے جاں نثار
ان کے حاسد ہوں ذلیل و شرمسار

شاہزادوں کو بھی رکھ پھولا پھلا
سایہ میں اس شاہ کے ا

نظم فاضل یہ جو شاہ پیش ہے
برگ سبز تحفہ درویش

ایک چشم مہر قدوی کی طرف
در قبول آمدز ہے عزو شرف

تمام شد



برگ سبز رائے

نقل آرائے معزز ارکان صاحبان کمیٹی نظامت تعلیمات سرکار عالی

از عالیجناب حیدالدین صاحب سلیم

میں نے اس مثنوی کو اول سے آخر تک پڑھا مصنف کا کلام شاعری کے لحاظ سے پختہ اور شاعری کے تمام مسلمہ خوبیوں سے بھرا ہوا ہے۔ حمد و نعت کے علاوہ مصنف نے جس مضمون پر قلم اٹھایا ہے مثلاً بہار، بیوائوں اور یتیموں کی حالت اہل دنیا کے اخلاق وغیرہ اُس کی تصویر کھینچ دی ہے۔ بیان کا پیرائہ موثر ہے۔ مناجات طویل ہے مگر وہ بھی شاعرانہ انداز سے خالی نہیں۔ آخر میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے اوصاف اور آپ کے عہد میمنت مہد کے اصلاحات کا جو ذکر کیا ہے اُس سے حسن سخن کے علاوہ دلی خلوص اور عقیدتمندی کا جذبہ نمایاں ہیں میں اس مثنوی کو زبان و بیان معنیٰ و تخیل کے لحاظ سے نہایت عمدہ اور لایق تحسین و آفرین سمجھتا ہوں۔ فقط

(1927)

مرقوم ۱۸ ار مہر ۱۳۳۶ ف

۳۲۹۱۶

تقریظ

از عالیجناب حیدر یار جنگ بہادر نظم طباطبائی

یہ مثنوی نہایت قابل قدر ہے۔ اس عہد ہمایون میں جو کچھ معارف و علوم میں ترقیاں ہوئیں جو کچھ اصلاح احوال ملک و رعایا میں انتظامات ہوئے یہ تفصیل بیان کئے ہیں۔ مدح میں خلوص و خیر اندیشی مناجات و دعائیں پند و نصائح نہایت خوبی سے ادا کئے ہیں کہ داد نہ دینا ناانصافی ہے۔ جزاک اللہ خیر الجزاء دین و اخلاق کی تعلیم اس کے علاوہ ہے کہ مصنف نے ایک نظیر پیش کردی ہے کہ دیکھو خداترس و خدارس لوگوں کی مناجات ایسی ہوتی ہے۔